

تلامذہ فقہاء و علمائے خاندان اجتہاد

آیۃ اللہ علامہ مفتی سید محمد قلی خاں صاحب طاب ثراہ

لسان الہند مولانا مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی

نسب شریف

اس خواب کی تعبیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ سید صاحب موصوف کے یہاں تین اولادیں پیدا ہوئیں۔ مہدی قلی، ہادی قلی، محمد قلی۔ مہدی قلی نے عنفوان شباب میں انتقال کیا ہادی قلی صغریٰ میں فوت ہو گئے مفتی محمد قلی خاں صاحب معراج کمال پر فائز ہوئے۔

تحصیل علم

مفتی صاحب بعد سن شعور کتب درسیہ اپنے عہد کے فضلاء سے پڑھ کر لکھنؤ آئے اور آیۃ اللہ جناب غفرانمآب سید دلدار علی صاحب طاب ثراہ سے علوم عقلیہ و نقلیہ پڑھ کر فضیلت کی سند لی اور اپنے عہد کے بے نظیر عالم ہوئے ان کے تمام شاگردوں کی صف میں انہیں خاص امتیاز تھا صاحب تذکرۃ العلماء غفرانمآب کے شاگردان رشید کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

”از جملہ ایشان بودند مدقق محقق فاضل لودعی سید جلیل المعی مولوی سید محمد بن محمد بن حامد کنھوری مشہور بالسید محمد قلی کہ یکہ تاز معرکہ فضل و کمالات و مناظر میدان مناظرات و مباحثات بود تصانیف انیقہ اش بر نصرتش مذہب حق را دلیلی است ساطع و برہانیت قاطع اکثر کتب درسیہ را بفکر و مطالعہ خود بر آوردہ نہایت ذکی الطبع و حدید الذہن بود۔“

سید محمد قلی بن محمد حسین المعروف بالسید اللہ کرم بن حامد حسین بن سید زین العابدین بن سید محمد المعروف بہ سید بولاتی بن سید محمد المعروف بسید محمد ابن سید حسین المعروف بہ سید میٹھے بن سید حسین بن سید جعفر بن سید علی بن سید کبیر الدین بن سید شمس الدین بن سید جمال الدین بن سید شہاب الدین ابوالمظفر حسین الملقب بسید السادات المعروف بسید علاؤ الدین اعلیٰ بزرگ بن سید محمد معروف بسید عز الدین بن سید شرف الدین ابوطالب معروف بسید اشرف بن سید اطہر محمد ملقب بہ مہدی معروف بسید محمد محروق بن حمزہ بن علی بن ابو محمد بن جعفر بن مہدی بن ابوطالب بن علی بن حمزہ بن ابوالقاسم حمزہ بن الامام ابوالبرہیم حضرت موسیٰ اکاظم علیہ السلام

ولادت

مفتی سید محمد قلی خاں صاحب ۱۸۸۸ھ ہجری میں جس سال نواب شجاع الدولہ بہادر کا انتقال ہوا اسی سال پانچویں ذی قعدہ روز دوشنبہ کو صبح صادق کے وقت قصبہ کنھور میں پیدا ہوئے۔

ان کی ولادت کے قبل ان کے والد ماجد نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت حجۃ عجل اللہ ظہورہ نے ان کو تین شرعی عنایت کئے ہیں جس میں دو ناقص ہیں اور ایک کامل،

صاحب نجوم السماء فی تراجم العلماء تحریر

فرماتے ہیں:

”مولانا مفتی السید محمد قلی خاں از اکابر متکلمین عظام واجلہ علمائے اعلام واساطین مناظرین فحام جدوجہد وکد وکداد در اعلائے لوائے شریعت وحمایت دین وملت کالنور علی شایق الطور برالسنہ جمہور مذکور ونوادرتحقیقات وغرائب تدقیقات محامد صفات ومعالی کرامات آن رفیع الدرجات در مصنفات ومؤلقات متاخرین مرقوم ومسطور وصیت فضل وکمال آن محیی طریقہ آل در شش جہت احاطہ نمودہ در سائر علوم دینی وانواع فنون یقینی خاصہ در فن تفسیر و علم کلام بے نظیر وامام ہمام بود۔“

عہدہ صدارت

علوم وفنون کی تکمیل کے بعد جب آفتاب کمال نصف النہار تک پہنچا تو شہر میرٹھ میں منصب عدالت پر فائز ہوئے اس زمانہ میں گورنمنٹ برطانیہ سے منصب صدارت کے لئے کچھ لوگ طلب کئے گئے تھے لکھنؤ سے مفتی سید محمد عباس صاحب اور سید محمد قلی صاحب بھیجے گئے۔ مفتی صاحب تھوڑے زمانہ کے بعد چلے آئے مگر سید محمد قلی خاں صاحب عرصہ تک اس منصب پر رہے پہلے صدر امین ہوئے اس کے بعد صدر الصدور اپنے فرائض منصبی کو اس خوبی سے ادا کیا کہ اکثر قضا یا اور فیصلے خاص و عام میں ضرب المثل ہو گئے اس زمانے کے کسی ممتاز شاعر نے ایک مثنوی تصنیف کی تھی جس میں مفتی صاحب کے کمالات علمیہ اور فضائل ومحاسن کا بالتفصیل ذکر کیا ہے پہلا شعر اس کا یہ ہے۔

الاے نزا در سول میںیں محمد قلی خاں صدر امیں

کمالات علمیہ ونفسانیہ

علم کلام میں ان کے کمالات مسلم ہیں سرکاری ملازمت سے جتنا وقت بچتا تھا علم کلام کی تصنیف اور عبادت الہی میں صرف کرتے تھے۔

زہد وتقویٰ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ بضرورت طہارت کسی تالاب پر گئے کسی عورت کا گوشہ چادر ہوا سے اڑتا ہوا ان کے ہاتھ سے مس ہو گیا تمام شب استغفار میں بسر کردی۔ ہمیشہ فینس کے پٹ راہ میں بند کر دیتے تھے کہ کسی نامحرم پر نظر نہ پڑ جائے۔

عطائے خطاب ومہر

۱۲۵۳ھ میں بذریعہ گورنمنٹ انگلیشہ بہادر شاہ ظفر شہنشاہ دہلی نے خان بہادر کا خطاب اور ایک مہر بھجوائی یہ مہر کتب خانہ کی اکثر کتابوں پر ثبت ہے۔

مفتی صاحب کو اپنے مذہب میں نہایت جوش تھا جیسا کہ ایک شیعہ عالم یا ایک زبردست محقق مذہب کو ہونا چاہئے۔

وفات

آخر عمر ۱۲۵۹ھ میں ۷۱ سال کی عمر تھی جب میرٹھ سے لکھنؤ آئے اور بیلی گارد میں سلنگر صاحب افسر رزیڈنسی کی کوٹھی میں قیام کیا ایک سال کے بعد ۹ محرم ۱۲۶۰ھ کو بعارضہ فالج انتقال کیا امام باڑہ حضرت غفرانماب کے شرعی حصہ میں جو پختی ہے اس میں دفن ہوئے۔

جناب مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ کے یہ دو
قطعہ سنگ مزار پر کندہ ہیں:

ارید ذکر محمد قلی ورحلته
واننی بیراعی لا نفخ الصورا
هوالمهاجر باللکھنؤ مدفنہ
وکان مسکنہ الاولیٰ کنتورا
کانہ هو نوزالہدی وحين بدا
سنا ہداه بکتور قیل کن طورا
وفی بطانة مولی الزمان مجتہد
الوری محمدن الطهر کان مذکور
لقد تفقه فی الدین قادساً ورعاً
وکان مشغلاً بالكلام نحیرا
ابان جادة الحق بالبراع کما
تری المجزۃ لیلاً تفتت نورا
جزاک ربک عن اهل دینہ خیرا
وکان سعیک عندالہ مشکورا
مضی وخلف ولدأ له اولی فضل
کذالک عاش حمیداً ومات مغفوراً
وحين سجی صلی علیہ مجتہد ان
کان فضلها فی الانام مشهورا
محمد وحسین فداہما روحی
فانما بہما الشرع کان منصورا
ومن یشم شذا خلقہم یطب نفسا
ولا یشم اذا عنبراً وکافورا
کذالک اقبر فی روضہم وحائطہم
وفی القیمۃ فیہم یكون محشورا
مضی لتاسع شہر غداہ عاشرة
رحیل خامس آل العباء منحورا

مصاہبہ بمصاب الحسین مقرون
وانہ لتلقى الحسین مسرورا
طفا وقلت لتاریخ یوم رحلتہ
لموتہ هو اقبال یوم عاشورا

قطعہ در فارسی

چوں فاضل مفتی پسندیدہ خصال
بگذشت ز عالم وبہ یزداں پیوست
در بلدہ لکھنؤ رسید از کفتور
پس رخت سفر بسوی جنت بر بست
در ماتم او سپہر زد جامہ بہ نیل
رنگ رخ لالہ در گلستاں بشکست
باجتہد العصر کہ ہنام نبی است
سرشتہ اختصاص بودش درد ست
زیں راہ تواں گفت کہ تقویٰ وورع
فریاد کشید ودر غرائش بنشت
برمرقد او نوشتہ شد تاریخش
ایں قبر مقدس محمد قلی است
۰ ۶ ۲ ۱ ۵

مصنفات

- (۱) تشیید المطاعن فی کشف الضغائن ردّ باب ہشتم
تحفہ اثنا عشریہ درد و جلد ضخیم مطبوعہ۔
- (۲) سیف ناصری جواب باب اول تحفہ
- (۳) تقلیب المکاند جواب باب دوم
- (۴) برہان السعادات جواب باب ہفتم
- (۵) مضارع الافہام جواب باب یازدہم

(۶) تقریب الافہام در تفسیر آیات الاحکام (فارسی)

(۷) ”احکام عدالت علویہ“ منصب عدالت کے زمانہ کی تصنیف ہے اس میں احکام قضا و افتاء اور شرائط قاضی و مفتی تحریر کئے ہیں۔

(۸) رسالہ نفاق الشخیین

(۹) تطہیر المومنین

(۱۰) اجوبہ فاخرہ

اولاد

مفتی محمد قلی خاں صاحب نے دو عقد کئے زوجہ

(بقیہ۔۔۔۔۔ اسلامی دستور)

بعض بے بصیرت لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ بعض موقعوں پر حضرت عمرؓ نے رسول خداؐ کے خلاف رائے دی۔ اور ان میں سب سے اہم واقعہ جنگ بدر کے بعد اسرئیل کو فدیہ لے کے چھوڑ دینا ہے۔ جو حضرت عمرؓ کی رائے کے خلاف تھا۔ اور اس پر عمل نہ کرنے پر عتاب الہی ہوا۔ اس سے زیادہ منصب رسالت کی توہین کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن مسلمانوں پر خدا کا ایک بڑا فضل ہے کہ جہاں ان کی کتابوں میں ایسی گمراہ کن باتیں ہیں وہاں حق کے متلاشی کے لئے ہدایت بھی موجود ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق جناب سعید احمد صاحب اکبر آبادی جو مستند عالم اور مصنف ہیں، اپنی کتاب صدیق اکبر میں لکھتے ہیں کہ: اس میں شک نہیں کہ یہ آیت عتاب الہی پر دلالت کرتی ہے لیکن اس عتاب کا سبب قیدیوں کو قتل نہ کرنا اور زرفدیہ لے کے رہا کر دینا نہیں، بلکہ مال غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہو جانا ہے۔ درآں حالیکہ

اولیٰ سے مولوی سید سراج حسین صاحب زوجہ ثانیہ سے
مولانا سید اعجاز حسین صاحب قبلہ اور رئیس المتکلمین فردوس
مآب مولانا سید حامد حسین صاحب قبلہ اور تین صاحبزادیاں،
بڑی بیٹی لا ولد فوت ہوئیں۔ دوسری بیٹی زوجہ مولانا حکیم سید
غلام حسنین صاحب علامہ کنٹوری جن کے بطن سے مولوی
سید تصدق حسین صاحب و مولوی سید محمد علی صاحب تیسری
بیٹی اپنے حقیقی ماموں زاد بھائی سید خورشید حسین صاحب
رئیس کنٹور کے ساتھ منسوب ہوئیں۔



اب تک مال غنیمت سے متعلق احکام نہیں آتے تھے۔ چنانچہ امام مسلم نے اس واقعہ سے متعلق حضرت عمر فاروق کی جو روایت نقل کی۔ اس میں صاف الفاظ ہیں:

فَأَنْزَلَ اللَّهُ عِزَّوَجَلَّ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ
أَسْرَى حَتَّى يَتَنَجَّسَ فِي الْأَرْضِ إِلَى مَوْلَاهُ فَكُلُوا مِنْهُمَا
مِنْ غَنَمِهِمْ (باب امداد ملائکہ فی البدر)
پھر جب خدا نے آیت ما کان للنبی نازل کی تو خدا
نے مال غنیمت آپ کے لئے حلال کر دیا۔

اگر یہ صحیح ہے کہ زرفدیہ لے کے چھوڑ دینے پر عتاب ہوا تو ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ حنین میں رسول اللہ فی کس چھ اونٹ لے کے پھر قیدیوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جو فدیہ نہیں دے سکتا اس کی طرف سے خود فدیہ دیتے ہیں۔ کیا اب بھی ہم انہیں رسول سمجھیں؟ خود قرآن میں فدیہ لے کے چھوڑ دینے کی اجازت ہے۔

